انگریزوں سے جہاد حرام ہے ابو الوہابیہ محمد حسین بٹالوی

حصہ اول

رسالہ

الاقتصاد فی مسائل الجہاد

جسکو

ابو سعید محمد حسین لاہوری اڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ نے

تالیف کیا

انگریزوں سے جہاد حرام ہے ابو الوہابیہ محمد حسین بٹالوی

مختلف فرقے اہل اسلام کے خواص و عوام نے

پسند کیا

اور

پنجاب کے نامور و [illegible] لفٹنٹ گورنر چارلس ایچیسن صاحب بہادر [illegible] اپنے نام نامی سے

ڈیڈیکیٹ ہونا منظور فرمایا

اور

اسمیں مسئلہ جہاد کی ایسی تحقیق و شرح ہوئی ہے جسکی نظیر اسوقت تک کسی کتاب

مین جو اس باب مین تالیف و مطبوع ہوچکی ہین پائی نہین گئی

وکٹوریہ پریس مین چھپا

ناشر: مکتبہ [illegible] تحصیل [illegible] ڈاکخانہ [illegible] منڈی ضلع ملتان

انگریزوں سے جہاد حرام ہے ابو الوہابیہ محمد حسین بٹالوی

التماس

ناظرین انگلش سے جو اصل اصول مسائل رسالہ "اقتصاد" کی نسبت بجواب استشہاد مندرجہ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۲ مشتہرہ نومبر ۱۸۸۹ء توافق رائے ظاہر فرما چکے ہیں اب اسکے تفصیلی مسائل اور اسکے دلائل کی نسبت اپنا توافق رائے ظاہر کریں اور اپنے نام نامی بجلد واضح پتہ کی تفصیل مقام خطاب و عہدہ سے تحریر میں لا کر ہمارے پاس بھیجدیں ہم ان ناموں کو شمول رسالہ اقتصاد یا بذریعہ اشاعۃ السنۃ گورنمنٹ میں پیش کرینگے اور سلطنت انگلشیہ کی نسبت انکی وفاداری و اطاعت شعاری کو خوب شہرت دینگے

اور جنکو اس رسالہ کے کسی مسئلہ یا دلیل کی نسبت کوئی علمی یا مذہبی اعتراض ہو وہ اپنے اعتراض سے مؤلف کو آگاہ کریں ان کے اعتراض کا جواب جسطرح وہ چاہیں (خفیۃً خواہ علانیۃً) دیا جائیگا اور ان کے نام کا ہرگز کہیں ذکر نہ ہوگا ۔

واللہ علی ذلک شہید وکفی باللہ شہیدا وکفی باللہ وکیلا

حصّہ اوّل

الاقتصاد فی مسایل الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الہادی عن استہداہ الواقی من اتقاہ والصلوٰۃ والسلام

خدا کا شکر ہے جو طالبان ہدایت کو راہ دکھاتا ہے اور پرہیزگاروں کو عذاب سے بچاتا ہے اور

علی رسولہ الذی خصہ بالحنیفیۃ السمحۃ من بین جمیع من نباہ و

اسکے رسول پر اسکی رحمت و سلام ہو جسکو اسنے اپنے تمام رسولوں سے یکسر و آسان دین سے ممتاز

علی آلہ واصحابہ الذین کمل اللہ بہم امر رشدہ وہداہ ٭

فرمایا اور آپ کے آل اصحاب پر جنکے ذریعہ سے خدا نے اپنے ارشاد و ہدایت کو کامل کیا ٭

اما بعد یہ رسالہ الاقتصاد فی مسایل الجہاد نے دو غرضین پیش نظر رکھکر تالیف کیا ہے۔ اول یہ کہ نا واقف اہل اسلام جہاد کے متعلق مسایل و شروط اسلام سے واقف ہوں اور اقوام غیر سے جنگ کرنے کو صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف اسلام ہیں شرعی جہاد سمجھکر اسمین شامل ہونے کو دین نہ سمجھ لیں۔ جبتک کہ اس جنگ میں ان شرایط کا وجود جو شرعی جہاد کے لئے اسلام میں مقرر ہیں ثابت

کرلین اور اس تحقیق شرائط و علم مسائل کے ذریعہ سے وہ ہمیشہ بلوے و فساد سے بچے رہین نہ اپنے جان و مال کو بے موقع تلف کرین نہ اور لوگون کی خلق خونریزی کرین۔ دوسری غرض یہ کہ اقوام غیر اور گورنمنٹ جنکے ظل حمایت مین اہل اسلام آباد ہین اہل اسلام کی نسبت یہہ گمان کرین کہ صرف مذہبی مخالفت کی نظر سے اقوام غیر کے ساتھ لڑنا اور اُن کے جان و مال سے تعرض کرنا اور لوگون کو جبراً مسلمان بنانا اور زور شمشیر سے اسلام پھیلانا ان کے مذہب اسلام کی ہدایت سے ہے ان دو تو غرضون کا نتیجہ یہہ ایک غرض ہے کہ حاکم و محکوم اور عام رعایا اور خاص اہل اسلام مین رابطہ اتحاد* پیدا ہو اور ملک مین ہمیشہ امن و امان قائم رہے +

یہ رسالہ مینے ۱۸۸۶ء مین تالیف کیا اور اسمین علماء اسلام کی رائین لینے اور ان کا توافق رائے حاصل کرنے کے لئے لاہور سے عظیم آباد پٹنہ تک سفر کیا اور اکابر علماء مختلف فرق علمائے اسلام کو یہ رسالہ حرف بحرف سنا کر اُنکا توافق رائے حاصل کیا اور بعض بلاد ہندوستان و پنجاب مین (جہان راقم خود نہین جا سکا) اس رسالہ کی متعدد کاپیان بھیجکر ان بلاد کے اکابر علماء کا اتفاق رائے حاصل کیا پھر ۱۸۸۸ء مین اس رسالہ کے اصل اصول مسائل کو بضمن ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۹ رسالہ اشاعۃ السنۃ بعنوان استشہاد عام لوگون مین شائع کیا اور اس مین عام اہل اسلام کو ان مسائل مین اپنی آرا ظاہر کرنے کا موقع دیا

---

* امور دنیا مین اتحاد۔ گو مذہب مین مختلف ہو۔

جس حیثیت سے مواضع ہندوستان و پنجاب کے (جہان وہ ضمیمہ پہونچا) صدہا عوام و خواص نے ان مسائل کی نسبت اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا اور اصل رسالہ "اقتصاد" کی طبع و اشاعت کی نسبت کمال شوق ظاہر فرمایا ان کے اس شوق کو بڑہانے اور عام ناواقفون کے خیال مین ان مسائل کی خوبی جمانے کی نظر سے مین اس رسالہ کی طبع و اشاعت کو معرض التوا مین ڈالا گیا اس اثنا مین ان مسائل کا استحسان بخوبی ہوگیا اور بعد ازان اہل اسلام کا شوق طبع رسالہ بھی اپنی حد کمال کو پہونچا اسلئے مین اب اس رسالہ کی اشاعت کو مناسب سمجھتا ہون -

قبل بیان شروط و مسائل جہاد ایک تمہید کا بیان ضروری ہے -

وہ تمہید یہ ہے

جہاد (جو اسلام و مسلمانون مین ایک رکن عظیم مانا جاتا ہے) دو قسم ہے ملکی و مذہبی ملکی* جہاد (جسکو ملکی لڑائی بھی کہا جاتا ہے) کے اصول الغرض اہل اسلام کے نزدیک بھی وہی معتبر و مسلم ہین جو ہر ایک صاحب شوکت قوم یا ریاست یا سلطنت مین تسلیم کئے جاتے ہین یعنے اپنا آبادیان کہو کر اپنی قوم کا

---

* ملکی وہ جہاد ہے جس مین ملک گیری مقصود ہو۔ مذہب مخالفین سے اسکو کچھ تعلق نہو وہ مسلمانون کو بھی ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ مخالفین اسلام سے۔ مذہبی جہاد وہ ہے جس مین مذہب اسلام کا تحفظ مد نظر ہو اور وہ ان لوگون سے کیا جاتا ہے جو مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی کرین اور مسلمانون کو تکلیف دین +

اہل بالا چاہنا اور دوسرون کو اپنے تحت کرنا اور اس ذریعہ سے عام خلائق مین حفظ و امن قایم کرنا اس جہاد (یا لڑائی) مین فریق مقابل کے مذہب کا ہرگز لحاظ نہین ہوتا جو لوگ ذی شوکت اہل اسلام کی اطاعت سے خارج ہون (مسلمان ہون خواہ اقوام غیر) اُن سے وہ لڑتے ہین چنانچہ عام اہل شوکت اپنے باغیون اور مخالفین سلطنت سے لڑتے ہین اور اپنی قومی جمعیت اور سلطنت قایم کرتے ہین اسی نظر سے اس جہاد کو ملکی لڑائی کہا جاتا ہے ۔

ان اصول کی تسلیم و عدم تسلیم مین مسلمانون اور اقوام غیر مین کچھ فرق نہین ہے اگر فرق ہے تو اسقدر ہے کہ اور لوگ ان اصول و اغراض کو دنیاوی سمجھتے ہین ۔ مسلمان اپنے اور امور دنیاوی (کھانے پینے خریدنے اور فروخت کرنے) کی طرح ان اصول کو بھی داخل دین اور موجب ثواب سمجھتے ہین اور ان کے مذہب مین ان اصول کے قائم رکھنے اور ان اغراض کے پورا کرنیکی بابت بھی ایسی ہی ہدایتین آچکی ہین جیسے کہ ان کے اور مذہبی اور دنیاوی امور کی بابت ہدایتین آچکی ہین ◆

مذہبی جہاد (یا لڑائی) کے اصول و اغراض حفظ و حمایت اسلام اور مدافعت ضرر مخالفین اسلام ہے یہان مخالفین اسلام سے کیا جاتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہون مسلمانون کو مذہبی لحاظ سے ستاوین انکی مذہبی آزادی مین دست اندازی کرین اس جہاد مین اپنے مذہب و اہل مذہب کے بچاؤ و محافظت کے علاوہ دوسرے

مذہب والون سے جابرانہ مزاحمت کرنا انکو زبردستی مسلمان کرنا یا انکو پہلے مذہب کی سزا دینا مار ڈالنا یا لوٹ لینا) مدنظر و اصل مقصود نہین ہوتا۔

ان دونو قسم کے جہاد کے لئے مذہب اسلام مین ایسے شروط و مواقع مقرر ہین جنسے سرمو بھی تجاوز کرنے سے جہاد ملکی ہو خواہ مذہبی جہاد نہین رہتا بلکہ فتنہ و فساد کہلاتا ہے ٭

ہم اس مقام مین ملکی جہاد کے شروط و مسایل سے تعرض کرنا نہین چاہتے اور نہ اسکی چندان ضرورت دیکھتے ہین صرف مذہبی جہاد کے احکام و شرایط معہ ان کے نتایج کے بضمن چند مسایل بیان کرتے ہین۔ کیونکہ اسمین ناواقف مسلمان اکثر احکام اسلام کا خلاف کرتے ہین اور اسی مین ناواقف اقوام اصل اسلام و مسلمانون پر بدظنی کرتے ہین ٭

پہلا مسئلہ

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصل مطالب خداوندی سے نہین ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے اور انبیاء کے بھیجنے سے منظور الٰہی ہین بلکہ اصل مقصود پیدایش مخلوق و بعثت رسولون سے خدا کی عبادت و ذکر ہے جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکھنے کا ذریعہ ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے مینے جنون اور آدمیون کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہین کیا اور فرمایا کہ ان کو بجز اس کے کچھ

وما خلقت الجن والانس الا

لیعبدون (ذاریات ع ۳)
وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین
له الدین حنفاء ویقیموا الصلوة
ویؤتوا الزکوة (بینة ع ۱)
الذی خلق الموت والحیوة لیبلوکم
ایکم احسن عملاً (ملک ع ۱)
وفی السنة ان افضل الاعمال و
احبها الی الله العبادة والذکر. وعن
ابن مسعود رض قال سالت النبی صلی
الله علیه وسلم ای الاعمال احب الی
الله قال الصلوة لوقتها قلت ثم ای
قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجهاد
فی سبیل الله متفق علیه (مشکوة ص ۳)
وعن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلعم
الا انبئکم بخیر الاعمال وازکاها عند ملیککم

کچھ حکم نہیں ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت
کریں اور نماز قایم کریں اور زکوة
دیں ۔
اور فرمایا خدا نے تمکو واسطے پیدا کیا اور
مارتا ہے کہ تم میں سے نیکوکار معلوم ہوں
آنحضرت صلعم نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہی
کہ سب کاموں سے افضل خدا کی عبادت و
ذکر ہے ۔ ابن مسعودؓ نے آپ سے پوچھا
کہ خدا کو سب عملوں سے زیادہ پیارا کونسا
عمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ نماز اپنے
وقت پر کہا پھر کون سا عمل آپ نے فرمایا
ماں باپ سے نیکی کرنا کہا اسکے بعد کونسا
عمل آپ نے فرمایا خدا کی راہ میں جہاد*
کرنا ۔ ابو درداء سے روایت کیا ہی کہ
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں تمکو سب عملوں کی

---

* اس حدیث میں آنحضرتؐ نے جہاد کو (جو بشروط مقررہ جائز ہی نہیں) وقت پر
نماز پڑھنے اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے سے کم رتبہ ٹھرایا ۔

وارفعها في درجاتكم وخير لكم من انفاق الذهب والفضة وخير لكم من ان تلقوا عدوكم فتضربوا اعناقهم ويضربوا اعناقكم قالوا بلى قال ذكر الله رواه مالك واحمد والترمذي (مشكوٰة صـ۱۹۸)

وعن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل اي الاعمال افضل وارفع درجة عند الله يوم القيمة قال الذاكرون الله كثيرا والذاكرات قيل يا رسول الله ومن الغازي في سبيل الله قال لو ضرب بسيفه في الكفار والمشركين حتى ينكسر ويختضب دما فان الذاكر لله افضل منه درجة رواه احمد والترمذي (مشكوٰة صـ۱۹۸)

بہتر اور خدا کے نزدیک پاکیزہ تر اور درجات میں سب سے برتر اور چاندی سونا خرچ کرنے اور دشمن سے لڑ* کر اسکی گردن کاٹنے اور اپنی کٹوانے سے بہتر نہ بتاؤں لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں بتلائیے آپ نے فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے۔

ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ سے کسی نے سب عملوں سے افضل اور درجہ میں بالاتر عمل کا سوال کیا تو آپ نے ذکر کرنیوالوں کا حال بیان فرمایا سائل نے پوچھا کہ وہ خدا کی راہ میں لڑنیوالوں سے بھی بہتر ہے آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ لڑنے والا مشرکین پر تلوار توڑ* ڈالے اور خون میں رنگا جائے تو بھی ذکر والا اس سے افضل ہے۔

---

* ان ہی شرائط سے جو جہاد کے لئے مقرر ہیں - بلا وجود شرائط کبھی جہاد شرعی نہیں کہلاتا - اور نہ اسپر اجر کی امید ہے۔

وعن معاذ قال قال رسول الله صلعم يا معاذ هل تدري ما حق الله على عباده وما حق العباد على الله قلت الله ورسوله اعلم. فحق الله على العباد ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا وحق العباد على الله ان لا يعذب من لا يشرك به شيئا. رواه الشيخان (مشكوة صـ)

وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلعم من آمن بالله ورسوله واقام الصلوة وصام رمضان كان حقا على الله ان يدخله الجنة جاهد في سبيل الله او جلس في ارضه التي ولد فيها قالوا افلا نبشر به الناس قال ان في الجنة مائة درجة اعدها الله للمجاهدين الخ رواه البخاري - (مشكوة صـ۳۳)

معاذ بن جبل سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے خدا کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق خدا پر کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ خدا اور رسول خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا خدا کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت کریں اور کسیکو اسکا شریک نہ بناویں اور بندوں کا حق خدا پر یہ ہے کہ پھر وہ انکو عذاب نکرے۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا اور رسول پر ایمان لایا اور نماز روزہ کو اُسنے ادا کیا اسکا خدا پر حق ہو چکا کہ اسے بہشت میں داخل کرے خواہ وہ خدا کی راہ میں لڑا ہو خواہ اسی جگہ بیٹھ رہا ہو جہاں پیدا ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ خوشخبری ہم لوگوں کو سُنا دیں آپ نے فرمایا بہشت میں سو درجہ ہیں جو مجاہدین کے لئے تیار ہیں یعنے وہ جہاد کریں گے تو ان درجوں کو پاویں گے۔

[illegible] جو [illegible] ہیں [illegible]

جو [illegible] جہاد [illegible] اور ترک جہاد [illegible]

[illegible] ہے [illegible] سے مسلمانوں کی [illegible] کیونکہ [illegible] صورت

میں [illegible] عبادت [illegible] مسلمان روکے جائیں اور جہاد کی ضرورت [illegible]

چنانچہ مسئلہ [illegible] کی خوب تشریح [illegible] ہے ۔

نتیجہ مسئلہ اولے

اس تقریر سے [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ [illegible] کافروں [illegible]

[illegible] جہاد [illegible] مسلمانوں [illegible] سے [illegible]

عبادت سے [illegible] نجات [illegible] ہے [illegible] تو [illegible]

[illegible] نسبت [illegible] ہے [illegible]

[illegible] جہاد [illegible] ہو گئے [illegible] ہے جو

مذہب اسلام سے [illegible] ہے ۔

دوسرا مسئلہ

[illegible] سے [illegible] کو دنیا میں [illegible]

[illegible]

ورنہ اس غرض سے کہ ان کو جبراً* مسلمان بنائیں اس جہاد سے غرض جو خدا اور رسول کے کلام سے سمجھ میں آتی ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کو دین مذہب کی نسبت بچایا جائے بچاؤ اور انبیاء کی عبادت گاہ جو مخلوق کی ہدایت اور ان کی بعثت سے مقصود خداوندی ہے محفوظ رہیں اور ان سے بھٹکے ہوؤں کو راستے سے ہٹانے والوں سے حق تعالیٰ نے وہ راستہ خدا کی راہ

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (بقرہ ع ۲۴)	اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے آگے مت بڑھو خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔
وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا (بقرہ ع ۳۲)	اور ہم کو کیا عذر ہے کہ ہم خدا کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے

---

* صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں کہ جہاد سے مقصود صرف مسلمان بنانا نہیں بلکہ

المقصود من شرعیۃ القتال اعزاز الدین ودفع شر الکفار عن المسلمین حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ (فتح القدیر صفحہ ۲۹۳ جلد ۲)	یعنی جہاد سے یہ غرض ہے کہ دین کو عزت دی جائے اور مسلمانوں سے کافروں کی شرارت دفع ہو اور فتنہ نہ رہے تاکہ مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو اور دین سب خدا کا ہو جائے یعنی آزادی مذہب ہو جائے

ما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ
والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان
الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ
القریۃ الظالم اھلھا (پ ۵ ع ۸)
ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون
سواء فلا تتخذوا منھم اولیاء حتی
یھاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوھم
واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا
منھم ولیا ولا نصیرا الا الذین یصلون
الی قوم بینکم وبینھم میثاق او جاءوکم
حصرت صدورھم ان یقاتلوکم او
یقاتلوا قومھم ولو شاء اللہ لسلطھم
علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم
یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ
لکم علیھم سبیلا (پ ۵ ع ۹)
الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد
کبیر (پ ۱۰ ع ۵)

جب کمزور مردوں اور لڑکوں کے واسطے
میں جو مسلمانوں کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم
کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں اور ان عاجز
مردوں اور بچوں کے لئے جو کہتے ہیں خدایا
ہمکو ظالموں کی بستی سے نکال نہیں لڑتے
اور فرمایا کہ وہ تمہیں کفر کی طرف کھینچنا چاہتے
ہیں تاکہ تم بھی کافر ہو جاؤ اور سب ایک جیسے
ہو جاؤ پس تم انکو دوست نہ بناؤ جب تک خدا
کی راہ میں وطن نہ چھوڑیں اگر انہوں نے
دشمنی تمہاری دوستی کی طرف سے پھیریں تو
انکو پکڑو اور جہاں پاؤ مارو جب تک تمہارے
عہد پیمان والوں سے جا ملیں یا تمہارے پاس
دشمنی دور کرکے سینہ کھولیں خدا چاہتا
تو انکو مسلط کرتا وہ تمسے لڑتے اور اگر تم سے
کنارہ کریں اور تمسے نہ لڑیں اور صلح کا پیغام
دیں تو خدا نے تمکو انکا راستہ نہیں دیا اور
فرمایا تم نہ کرو گے تو زمین میں سخت فتنہ ہوگا

ان الله يدافع عن الذين امنوا ان الله
لا يحب كل خوان كفور اذن للذين
يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على
نصرهم لقدير الذين اخرجوا من
ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا
الله ولولا دفع الله الناس بعضهم
ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوت
ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا

(حج ع ۶)

والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون
وجزؤا سيئة سيئة مثلها فمن عفا
واصلح فاجره على الله انه لا يحب
الظلمين (شوریٰ ع ۴ پ ۲۵)

اور خدا ایمان والوں سے بدی کو دفع کرتا ہے
وہ دغا باز ناشکرے کو پسند نہیں کرتا جن سے
کافر لوگ لڑتے ہیں ان کو خود مظلوم ہونے کے سبب
لڑنے کی اجازت ہے خدا انکی مدد پر قادر ہے
یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے ہیں
اسی بات پر کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب
اللہ ہے۔ اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے
کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہتا تو عیسائیوں کے گرجے
یہودیوں کے عبادتخانے اور مسلمانوں کی
مسجدیں جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہے سب
ڈھائی جا چکی ہوتیں۔ اور پھر مومنوں کی تعریف
میں فرمایا ہے جب ان پر کسی کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ
بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے

---

۱ اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ [illegible] [illegible] کی حفاظت
مقصود ہے [illegible] [illegible] عبادت خانوں کی حفاظت بھی
مقصود ہے [illegible] [illegible] یہودیوں سے بھی جہاد کیا [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

عن الذين لم يقاتلوكم في الدين
ولم يخرجوكم من دياركم ان
تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب
المقسطين انما ينهاكم الله عن الذين
قاتلوكم في الدين واخرجوكم من دياركم
وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم
ومن يتولهم فاولئك هم الظالمون ۔
ممتحنه ۶ ۲ ۱

رہے اور صبر کرے اسکا اجر خدا پر ہے خدا تم سے ناخوش نہیں ہے اور وہ با انصاف لوگون سے سلوک و احسان کرنے سے مانع نہیں جو تم سے دین کے سبب نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھرون سے نہیں نکالا خدا انصاف والون سے خوش ہے تم کو انہی لوگون کے ساتھ سلوک اور دوستی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے سبب لڑتے ہیں اور تمہارے دشمنون کو مدد دیتے ہیں جو ان کو دوست سمجھیں گے وہ ظالم ہیں ۔

ان آیات مین صاف صاف بیان ہوا ہے کہ جہاد اسی غرض سے مشروع ہوا ہے کہ مسلمان آزادی سے خدا کی عبادت کرین اور ان کے مخالف انکو عبادات وغیرہ شعائر اسلام سے نہ روکین اور وہ انہی لوگون سے مخصوص ہے جو مسلمانون سے لڑین اور ان کے مذہب مین دست اندازی کرین ۔ اس امر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور بھی تشریح سے بیان کیا ہے اور ان لوگون کو مذہبی جہاد و قتل سے مستثنے کر دیا ہے جو مسلمانون کے ساتھ لڑنے اور ان کے مذہب مین دست اندازی کرنے کا

اندیشہ نہیں ہے ۔

ازانجملہ، قوم غیر کی مستورات میں جو لڑائی میں شریک و معاون نہ ہوں اور کسی کے مذہب سے تعرض نہ کریں ۔

ازانجملہ ان کے بڈھے لوگ جن میں جنگ کرنے یا لڑنے کی طاقت نہ ہو ۔

ازانجملہ جوگی اور پادری گوشہ نشین لوگ جنکو دنیاوی شغل سے مطلب نہ ہو اور کسی کے مذہب سے

ازانجملہ قلی لوگ جنکو فقط مزدوری کا کام ہوتا ہے نہ کہ کفر یا اسلام سے

ازانجملہ وہ لڑکے جو لڑائی کے لائق نہیں ہیں اور جو کہ وہ کفر کے عقیدہ رکھتے ہیں چنانچہ حضرت رباح ابن ربیع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لڑائی میں ایک عورت کو مقتول پایا تو یہ ارشاد فرمایا کہ یہ تو لڑائی کرتی نہ تھی (لیجئے اسکو کیوں مارا) پھر لڑائی میں لشکر کے افسر خالد بن ولید تھے ان کو حکم دیا کہ کسی عورت کو اور نوکر کو [illegible] ایسا ہی حضرت ابن عمر سے مروی ہے اور حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

عن رباح بن ربيع قال كنا مع رسول
الله صلى الله عليه وسلم في غزوة فرأى
الناس مجتمعين على شيء فبعث رجلا
فقال انظر على ما اجتمع هؤلاء فجاء
فقال على امرأة قتيل فقال ما كانت هذه
لتقاتل وعلى المقدمة خالد بن
الوليد فبعث رجلا فقال قل لخالد لا

[illegible] (رواه ابو داود)
[illegible]
عن ابن عمر قال وجدت امرأة مقتولة
في بعض مغازي النبي صلى الله عليه
وسلم فنهى عن قتل النساء والصبيان
(رواه البخاري ومسلم)
وعن انس ان رسول الله صلعم قال
انطلقوا بسم الله وبالله وعلى ملة رسول
الله ولا تقتلوا شيخا فانيا ولا طفلا
صغيرا ولا امرأة (رواه ابو داود)
[illegible] — وعن انس كان رسول الله
صلعم اذا غزا بنا قوما لا يغزو
[illegible] اذانا كف [illegible]
وعن ابن عباس ان النبي صلعم قال لا تقتلوا
[illegible] ولا اصحاب الصوامع (رواه
[illegible] في [illegible]
[illegible] رسول الله صلعم [illegible]

[illegible] کہ محبت بڑے کو اپنے
[illegible]
لڑکے کو نہ عورت کو [illegible] ہر ایک
[illegible] کو حکم دیتے جب [illegible]
میں [illegible] ہوے آپ سے
روایت کی ہے اور حضرت ابن عباس
نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ [illegible]
مارو ان لوگوں کو جو صومعوں
[illegible] میں بیٹھے ہیں [illegible]
ہے کہ جب آپ کسی قوم پر چڑھائی کرتے
تو وقت صبح کے منتظر رہتے پھر
جب وہاں سے اذان صبح کی آواز
سنتے تو ان پر حملہ کرنے سے رک جاتے
یہ حضرت انس نے آنحضرت صلعم سے
روایت کیا ہے اور حضرت عصام مزنی
نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم [illegible]

بعیا من اهل قریة یری بها مسجد
او یسمع منه صوت اذان. فعن انس
ان النبی صلعم کان اذا غزی بنا قوما
لم یکن یغزو بنا حتی یصبح وینظر فان
سمع اذانا کف عنهم (رواه
البخاری ص۴۱۶) وعن عصام المزنی
قال بعثنا رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی سریة فقال اذا رأیتم
مسجداً او سمعتم مؤذنا فلا
تقتلوا احداً (رواه ابو داؤد ص۳۵۳
وترمذی ص۲۰۳)

نے لڑائی میں بھیجا تو ان کو بھی یہی ارشاد
کیا کہ جہاں تم کوئی مسجد دیکھو یا اذان
کی آواز سنو وہاں کسی کو نہ مار ڈالیو
وہاں کافر بھی بستے ہوں تو ان کو نہ مارو
کیونکہ وہ مسلمانوں کو مسجد بنانے اور
اذان کہنے سے مانع نہیں تو بحکم
مذہب قتل کے مستحق نہیں ۔
ان **اقوال** نبوی سے مطلب آیات مذکورہ
کی جو ہم نے بیان کیا ہے خوب تشریح ہوتی
اور یہ بات **ثابت** ہو گئی کہ مذہبی جہاد
مسلمانوں سے مذہبی روک ٹوک اٹھانیکو
ہے ۔ کافروں کو دنیا میں سے اور کفر مٹانے کو ۔ یہ ہوتا تو حکم قتل و جہاد لڑنے والے
کافروں سے مخصوص نہ ہوتا ۔ سبھی کافروں ' بڈھوں ۔ عورتوں ۔ بچوں ۔ [illegible]
خانہ نشینوں ۔ مسجد اور اذان والوں سے تعرض نہ کرنے والوں ، کو قتل کرنیکا
حکم ہوتا ۔ علی الخصوص راہبوں اور گرجا والوں کو جو مذہب عیسائی کے پیشوا ہیں ۔

اب ہمارا **ثبوت** اس امر کا کہ یہ جہاد کافروں کو جبراً مسلمان بنانے اور بزور سختی
دین اسلام پھیلانے کے لئے نہیں ہے سو دلائل ذیل سے بخوبی ہوتا ہے

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

فی [illegible] [illegible] [illegible]
حتی [illegible] [illegible] [illegible]
بی تخصیص قال [illegible] [illegible]
ثم [illegible] [illegible] والمشرکین [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
فی [illegible] (۔ [illegible] ص [illegible])

کہ [illegible] حضرت [illegible] علیہم
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
طلب [illegible] [illegible] [illegible]
میں [illegible] [illegible] [illegible]
ساتھ [illegible] [illegible] ہوں۔
[illegible] تخصیص سے صاف ثابت ہوتا ہے

کہ غیر مسلمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوتا تو حضرت [illegible] [illegible] ان الصحابہ کے لڑکوں کو [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] جیسا کہ [illegible] [illegible] سے [illegible] میں بھی [illegible] [illegible]۔

نتائج مسئلہ دوم

مسئلہ دوم [illegible] کے دلائل آیات و احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ (۱) [illegible] کا مذہب اسلام کی نسبت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] تسلیم و اشاعت [illegible] غلطی ہے [illegible] [illegible] یہ بھی

(۲) ایسا ہی [illegible] واقف مسلمانوں کا [illegible] مخالف مذہب سے تعرض مخالفت [illegible] حضرت [illegible] [illegible] سے [illegible] سے تعرض کرنا [illegible] [illegible] مسلمانوں کا دستور ہے) غلطی ہے [illegible] [illegible] یہ بھی

(۳) [illegible] اسلام کسی [illegible] مذہب سے تعرض کرنا [illegible] [illegible] [illegible]

دوم جو مقتضاے مذہبیت خود و مذہبیت مذہب غیر بحکم عقل و نصوص اطاعت جہت بر مسلمین احسن گورنمنٹ کا حال ویسا ہی ہو تو اس سے مذہبی جہاد کرنا ہرگز جائز نہیں ◆

تیسرا مسئلہ

جس شہر یا ملک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو وہ شہر یا ملک دار الحرب نہیں کہلاتا۔ پھر اگر وہ دار حرب مسلمانوں کا ملک یا شہر ہو تو وہ غیر مذہب سے تسلط پایا ہو (جیسے کہ ملک ہندوستان ہے) تو جب تک کہ اس میں رسوم شعائر اسلام کی ادائی ہے وہ بحکم حالت قدیمہ دار الاسلام کہلاتا ہے۔ اور اگر وہ قدیمہ ہے تو وہ غیر کے قبضۂ تسلط میں ہو مسلمانوں کو ان کی قوموں کی طرف سے ادائے شعائر مذہبی کی آزادی ملی ہو تو وہ بھی دار السلام اور کہہ کر دار السلم و امان کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق ہے۔ ان دونوں قسموں اور ناموں کے وقت میں شہر یا ملک پر مسلمانوں کو چڑھائی کرنا اور اسکو جہاد مذہبی سمجھنا جائز نہیں ہے۔ اور جو مسلمان اس ملک یا شہر میں با امن رہتے ہوں انکو اس ملک یا شہر سے ہجرت کرنا واجب نہیں۔ اور ملکوں یا شہروں سے امن ترک کیوں نہیں یا جہاں انکو امن و آزادی حاصل ہو ہجرت کرکے اس ملک میں رہنا موجب قربت و ثواب ہے ◆

---

* ہاں اگر سرکار بھی حکم دے جنگ۔

اس شہر یا ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے ہمیں مسئلہ دوم لکھ چکے ہیں کہ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کوئی مسجد دیکھتے یا وہاں سے اذان کی آواز سنتے وہاں حملہ [illegible] کرتے اور نہ اس حملہ کی اجازت دیتے۔

اس شہر یا ملک کو دارالاسلام کہنے کی دلیل یہ ہے کہ جب وہ ایک دفعہ دارالاسلام ہو چکا اور اسلام کے تسلط میں آ چکا ہے تو جب تک کل شعائر اسلام اس سے موقوف نہ ہوں وہ دارالحرب یا دارالکفر کہلا سکے گو اسمیں شعائر کفر کا غلبہ ظاہر ہو گیا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے چنانچہ بخاری نے بطور تعلیق اور دارقطنی نے بسند موصول روایت کیا

الاسلام یعلو ولا یعلی۔

[illegible]

ان دار الاسلام لا تصیر دار الحرب

ما بقی شیء من احکام الاسلام و ان

زال غلبة اهل الاسلام کذا [illegible]

[illegible] فی [illegible] دار الاسلام

[illegible] دار الاسلام [illegible] حکم

الاسلام فی [illegible]

[illegible] دار الاسلام فصول عمادیہ

ہے کہ اسلام غالب ہے مغلوب نہیں اسلام پر غالب نہیں ہوتا۔ اور یہی فقہاء حنفیہ کا قول ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری اور فصول عمادیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ دار الاسلام کبھی دار الحرب نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ کوئی شی بھی احکام اسلام سے یک شخص کا وجود بھی وہاں ہے۔ تب بھی اسلام اور [illegible] کے مانے [illegible] کا قول [illegible] بتقریب ختم ہو مسئلہ سوم میں منقول

ہوگا ۔

دوسری صورت یہ ہے اس ملک کے دار الاسلام یا دار الامان ہو اور متبرک و مقدس مواضع چھوڑ کر کسی طرف ہجرت کرنے پڑیں جیسے کہ جناب رسالت مآب کے زمانہ میں ملک حبشہ عیسائی بادشاہ کے قبضہ و تسلط میں تھا اور وہاں اسلام کا وہاں نام و نشان نہ تھا اور مکہ مکرمہ آپ کا اور سبھی مسلمانوں کا مسکن اور قدیم سے متبرک و مقدس مکان تھا ۔ لیکن مشرکین مسلمانوں کو نہایت ستاتے تھے اور ان کے دین میں بھی مزاحمت کرتے ۔ اور بادشاہ حبشہ باوجود عیسائی ہونے کے کسی سے تعرض و ظلم کو پسند نہ کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ نیک آدمی ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اس کے

[illegible] من المسلمين [illegible]
[illegible] من دينهم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] رسول الله [illegible]
لما رأى رسول الله صلى الله عليه
وسلم ما هم فيه ولم يقدر
على منعهم ولم يؤمر بعد بجهاد قال
اخرجوا الى ارض الحبشة فان بها
ملكا صالحا لا يظلم ولا يظلم
عنده فخرجوا اليه حتى يجعل الله
لهم فرجا [illegible]
[illegible] وهو [illegible]

[illegible]

وذكر [illegible] احد عشر رجلا

[illegible] نسوة [illegible]

[illegible] رقية [illegible]

عتبة [illegible] سهلة بنت سهيل [illegible]

[illegible] مسعود وعبد الرحمن

بن عوف [illegible]

[illegible] بن عمير

ومصعب بن عمير وابو سلمة بن

عبد الاسد وامرأته ام سلمة بنت

ابي امية وعثمان بن مظعون وعامر

بن ربيعة وامرأته ليلى بنت ابي حثمة

[illegible] وسهيل بن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسول الله

جس میں کوئی اور بھی پیش آتا ہے۔

قریش ان سے عاجز تو بہت سے مومن و

[illegible] ہو گئے پس ارشاد نبوی سے

[illegible] آدمی جن میں سے

حضرت عثمان و آپ کی زوجہ

محترمہ رقیہ بنت پیغمبر [illegible] حضرت

زبیر و حضرت ابن مسعود و حضرت

عبد الرحمن بن عوف وغیرہ شامل تھے

حبش کی طرف ہجرت کی یہ پہلی ہجرت

حبشہ ہے۔ اس کے بعد حضرت جعفر

بن ابی طالب وغیرہ بھی گھر چھوڑ کر

حبشہ میں پہنچے یہاں تک کہ بیاسی

مسلمان کا جو وہاں جمع ہوئے اور

تقریباً چودہ پندرہ سال وہاں رہے

[illegible] ان کی ہجرت سے [illegible]

[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدینے پہنچ چکے تھے اور وہاں [illegible]

[illegible] جعفر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مقصود [illegible] یہ ہیں
[illegible] کو
[illegible] اسلام [illegible] قریش
[illegible] کیونکہ
حضرت [illegible] کے [illegible] آنحضرت
[illegible]
[illegible] کو اسلام کی طرف بلایا [illegible]
[illegible] قبول کیا۔ [illegible]
[illegible]
حضرت [illegible] کے [illegible]
[illegible] مدینہ
میں پہنچے۔

روایات ہجرت کتب حدیث

صحیح بخاری [illegible] شرح بخاری وغیرہ اور تفاسیر [illegible] وغیرہ میں بتفصیل مذکور
ہیں [illegible] سے جو کچھ بیان کیا ہے [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ جس [illegible]
ملک میں [illegible] حکومت تھی [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] کر سکیں [illegible] اسلام [illegible]

وہاں مسلمانوں کو مقدس اور متبرک ہوے [illegible] وہاں [illegible] ہوئے [illegible] زیادہ تر وہی ہے کہ مکہ معظمہ مقدس شہر ہونے میں ۔ مگر وہ یہاں [illegible] تو [illegible] جب [illegible] نہیں ۔

اسی شہر سے کا [illegible] بھی حضرت ابن عمر و عائشہ صدیقہ [illegible] کے بعد مدینہ منورہ میں قیام ہو گیا تھا ہجرت کا [illegible] [illegible] تھا کہ ہجرت کا گویا وقت تھا جب کہ مسلمان [illegible] مکہ سے [illegible] ہجرت تھے ۔ اس وقت سے [illegible] دین کے سب [illegible] مشہور ہونے لگے ۔ [illegible] [illegible] مسلمانوں کو [illegible] نہیں [illegible] جہاں [illegible] خدا کی عبادت کرے قسطلانی نے شرح بخاری میں حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ [illegible] روی سے روایت جب مسلمانوں کو [illegible] شہر میں [illegible]

[illegible] المدینۃ عبد [illegible] لا [illegible] [illegible] عن [illegible] المدینۃ [illegible] [illegible] [illegible] علیہ [illegible] [illegible] قال القسطلانی فی شرح البخاری [illegible] الاسلام وثبت شرعیۃ الاحکام [illegible] [illegible]

[illegible] دنیا پہ قدرت ہو تو وہ ٹھہرے دارالاسلام
[illegible] ذکر [illegible] ہو [illegible] دارالاسلام
[illegible] الاسلام [illegible] جب ہو گئے مغلوب [illegible]
[illegible] میں [illegible] کا اسلام [illegible]
[illegible] فی الاسلام [illegible] ہو [illegible]

[illegible] ہمارے بیان کی تائید ہوتی ہے - فقط

مسئلہ سود کے نتائج

(۱) اس مسئلہ [illegible] سے [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان [illegible] سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے - [illegible] کسی بادشاہ کو عرب کا [illegible] حضرت سلطان [illegible] ہو [illegible] ناجائز نہیں ہے -

(۲) اس [illegible] کے ساتھ قوم [illegible] گورنمنٹ سے مقابلہ پر آمادہ ہوں گے [illegible] مسلمانوں میں جب تک قرآن و حدیث و فقہ کا عمل جاری رہے گا ان سے یہ امر ہرگز سرزد نہ ہوگا -

ہاں اگر [illegible] کی طرح جیسے عیسائی ہو کر اپنے مذہب اور [illegible] قوم [illegible] پر

دن جلائی بھی مسلوب ہو اس ہو جاوے اور دین اسلام کا پاس چھوڑ دے تو اُسکا کوئی ذمہ دار نہیں ہے۔

چوتھا اور پانچواں مسئلہ

(۴) جن لوگوں سے اسلام میں لڑائی دربارہ مذہبی جہاد کرنے کا حکم آچکا ہے اُنسے بھی مصالحت کرتے رہنے اور جب تک وہ مناسب سمجھیں لڑائی موقوف کر دینے کی اجازت ہے۔

(۵) اس عہد و صلح کے بعد عہد کو پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور مدت عہد میں اُن سے لڑنا اور درصورت خوف عہد شکنی جانب دشمن سے بلا فسخ عہد و اعلان فسخ اُن پر حملہ کرنا حرام ہے۔

جواز عہد و مصالحت کی دلیل خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ اگر تیرے دشمن مقابلہ میں تجھ سے صلح کی درخواست کریں تو تو بھی صلح کی جانب مائل ہو۔

> وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل
> علی اللہ (انفال ع ۸)

اسی قول خداوندی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا عمر بھر کا عمل رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے کفار کے ساتھ غلبہ پانے کے بعد اور غلبہ سے پہلے صلح کی ہے اور مسلمانوں کے اتفاق سے یہ مصالحت ثابت و جائز ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے سال کفار مکہ کے ساتھ صلح

ں ۔ اور یہ بات قرار پائی کہ دس برس تک لڑائی بند رہے ۔ بعض لوگ اس

عن المسور بن مخرمة ومروان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
على [illegible]
[illegible] لا تتحدث العرب
أنا أخذنا ضغطة ولكن ذلك من
العام المقبل فكتب فقال سهيل وعلى
أنه لا يأتيك منا رجل وإن كان على
دينك إلا رددته علينا قال المسلمون
سبحان الله كيف يرد إلى المشركين وقد جاء
مسلما فبينما هم كذلك إذ دخل
أبو جندل بن سهيل بن عمرو
يرسف في قيوده وقد خرج من
أسفل مكة حتى رمى بنفسه بين

بالعموم و بالخصوص [illegible] کا [illegible]
[illegible]
وتا ۔ اس صلح میں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کفار مکہ کی ایسی سخت
شرطیں منظور کیں جن میں بظاہر
مسلمانوں کی نہایت خفت تھی اور مسلمانوں
کی شکست ۔ از انجملہ یہ کہ اس سال مسلمان
کعبہ کا حج نہ کریں اور از انجملہ یہ کہ
[illegible] مردوں میں سے کوئی مسلمان ہو کر
آنحضرت صلعم کے پاس آئے تو اسکو
آنحضرت صلعم واپس کر دیں مسلمانوں
سے کوئی مرتد ہو کر مکہ میں چلا جاوے
تو کفار اسکو واپس نہ کریں اس شرط
لکھے جانے کے اثنا میں ایک شخص ابو
جندل نامی جو رئیس مشرکین مکہ کا بیٹا
زنجیروں میں کستا ہوا آنحضرت صلعم کے

ظهر المسلمين فقال سهيل هذا يا محمد
أول ما أقاضيك عليه أن ترده
إلي فقال النبي صلعم إنا لم نقض
الكتاب بعد قال فوالله إذا لم أصالحك
على شيء أبدا قال النبي صلعم فأجزه
لي قال ما أنا بمجيزه لك قال بلى فافعل
قال ما أنا بفاعل قال مكرز
بل قد أجزناه لك قال أبو جندل
أي معشر المسلمين أرد إلى المشركين
وقد جئت مسلما ألا ترون ما قد
لقيت وكان قد عذب عذابا
شديدا في الله حديث (بخاري [illegible])
وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم
لما ظهر على خيبر أراد إخراج اليهود
منها وكانت الأرض حين ظهر عليها
لله ولرسوله وللمسلمين فأراد إخراج اليهود
منها فسألت اليهود رسول الله صلعم

پاس آگیا اور اس کے واپس کرنے پر حضرت عمر وغیرہ مسلمانوں نے بہت پیچ و تاب کھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وکیل مشرکین سے اس شرط سے اس شخص کے مستثنیٰ کرنے کی بابت بہت اصرار کیا لیکن مشرکین کے نہ ماننے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو واپس کر دیا۔

خیبر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح کیا اور یہود کو اس میں سے نکالا جانا تو انہوں نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ ہم اسی جگہ رہیں گے اور پیداوار کا نصف حصہ آنحضرت کو دیتے رہیں گے آنحضرت نے اس کو قبول کیا مگر یہ فرما دیا کہ جب تک ہم نے چاہا رہیے

ليقرهم بها على أن يكفوا عملها ولهم
نصف الثمر فقال لهم رسول الله صلى الله عليه
وسلم نقركم بها على ذلك ما شئنا فقروا بها حتى
أجلاهم عمر إلى تيماء وأريحاء
(بخاری ص۳۱۵)

عن ابن عباس قال صالح رسول الله
أهل نجران على ألفي حلة النصف في صفر
والبقية في رجب يؤدونها إلى المسلمين
وعارية ثلاثين درعا وثلاثين فرسا
وثلاثين بعيرا وثلاثين من كل
صنف من أصناف السلاح يغزون
بها والمسلمون ضامنون لها حتى يردوها
عليهم إن كان باليمن كيد ذات غدر
على أن لا تهدم لهم بيعة ولا يخرج لهم قس
ولا يفتنوا عن دينهم ما لم يحدثوا
حدثا أو يأكلوا الربا قال إسمعيل
فقد أكلوا الربا (ابو داؤد ج۲)

ہم کو مناسب نظر آئے تم کو رہنے
دیں گے پھر وہ اسی شرط پر وہاں
رہے یہاں تک کہ خلافت عمری میں
وہاں سے جلا وطن کئے گئے۔

نجران کے عیسائیوں سے

آپ نے اس شرط پر صلح کی کہ وہ
سالانہ دو ہزار جوڑے کپڑوں کا بطور
ٹیکس دیتے رہیں اور تیس زرہ اور
تیس گھوڑے اور تیس اونٹ
اور تیس قسم کے ہتھیار ان کے لئے بطور
عاریت دیتے رہیں جن کو مسلمان
بعد کارروائی واپس کر دیں گے

ان کے حق میں فیصلہ یہ

شرطیں بھی منظور کیں کہ ان کے
صوامع اور گرجے نہ گرائے جائیں
اور نہ ان کے مذہبی رہنما نکالے جائیں اور
نہ ان کو دین سے کوئی روک ٹوک ہو

جبتک کہ وحشیانہ باتیں مخالف اصول تمدن نہیں *

ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جن قوموں سے جنگ واقع ہوتی ہے صلح کرلینی بھی جائز ہے مگر اس صلح میں بعض وجوہ سے مسلمانوں کا نقصان نہ ہو اور کافروں کا فائدہ ۔ اگر مصلحت وقت اس صلح کی مقتضی ہو ۔ اور عام نفع اہل اسلام اسمیں متیقن ہو ۔

صلح و عہد کے بعد عہد شکنی کرنے کے دلائل کتاب و سنت میں کثرت

وارد ہیں خدا کا یہ قول بھی انہیں دلائل سے اوپر نقل ہو چکا ہے کہ جو لوگ معاہد عہد والوں سے جا ملیں اُن کو مارو اور خدا نے فرمایا جنسے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا ہے جبتک وہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو اور فرمایا اگر تمہارے بھائی تم سے دین میں مدد چاہیں تو اُن کو مدد دو مگر اس قوم کے برخلاف مدد نہ دو جس سے تم عہد کر چکے ہو اور فرمایا عہد کو پورا کرو

دیکھو صفحہ (   ) رسالہ ھذا

الا الذین عاھدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین (برأت ع ۲)

وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم وبینھم میثاق واللہ بما تعملون بصیر (انفال ع ۱۰)

واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا

---

* معاہدے کی رسم نے انسانی اور حیوانی جذبوں کے خلاف سب سے پہلے انسانوں میں تمدن کو قائم کیا ۔

(بنی اسرائیل ع ۴)

من لا یفی لذی عہد عہدہ فلیس منی
ولست منه (رواه مسلم)

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة
وان ريحها توجد من مسيرة اربعين عاما
بخ والنسائی ص

ان الغادر ينصب له لواء يوم القيامة
فيقال هذه غدرة فلان بن فلان
(مسلم ص۸۳ ج۲ بخاری ص۴۵۲)

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من قتل معاهدا في غير كنهه حرم الله
عليه الجنة (رواه ابو داود ج۲ ص۲۰)

انی لا اخیس بالعهد (رواه ابو داود ج۲
ص۲۰) وقال عمر بن الخطاب
واوصيه بذمة الله وذمة رسوله ان يوفى لهم
بعهدهم وان يقاتل من ورائهم

عہد سے سوال ہوگا۔ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جو عہد والے کا عہد پورا نہ کرے گا وہ
ہم میں سے نہیں ہے نہ میں اُنکے
گروہ سے ہوں۔ اور فرمایا جو شخص
عہد والے کو مار ڈالے گا وہ بہشت
کی خوشبو نہ پائے گا باوجودیکہ چالیس برس
کے فاصلے سے اسکی خوشبو آتی ہے
اور فرمایا عہد شکن کے لئے قیامت کے
دن نشان کھڑا کیا جائے گا اور کہا
جائے گا یہ فلاں شخص کا غدر ہے۔
اور فرمایا جو عہد والے کو بلا جرم مارے
اس پر بہشت حرام ہے۔
اور فرمایا میں عہد شکنی نہیں کر سکتے
سواے حضرت فاروق نے اپنے جانشین
کو وصیت فرمائی ہے کہ وہ عہد والوں
کا عہد پورا کریں اور ان کی حمایت

سورۃ [illegible]

میں ان کے نقض عہد سے ڈریں۔

جانب ثانی سے عہد شکنی کے خوف کے وقت بلا فسخ عہد و اعلان حملہ کرنے کی ممانعت کی دلیل

یہ قول خداوندی ہے کہ جب تجھے کسی قوم سے عہد شکنی کا خوف ہو تو فسخ عہد کا پیام برابری کی

وإما تخافن من قوم خيانة فانبذ إليهم على سواء إن الله لا يحب الخائنين (الانفال ع ۸)

سے ان کو پہنچا دے۔ خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے چنانچہ سلیم بن عامر نے نقل کیا ہے کہ امیر معاویہ اور روم والوں میں عہد مقرر تھا جب

عن سليم بن عامر قال كان بين معاوية وبين الروم عهد وكان يسير نحو بلادهم حتى إذا انقضى العهد [illegible]

وہ گذر گئے لگا امیر معاویہ نے اُن پر حملہ کا ارادہ کیا تب ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار آیا اور بولا اللہ اکبر

---

* یہ حکم حضرت باری کا ہے ان [illegible] کو [illegible] جو مسلمان [illegible] ہیں۔ ان مسلمانوں کی [illegible] تحقیق [illegible] ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] اس سوال کا جواب [illegible] حاشیہ میں [illegible] گذشتہ [illegible] میں [illegible] جواب [illegible] نہیں۔

غزاهم فجاء رجل على فرس او برذون
وهو يقول الله اكبر الله اكبر وفاء لا غدر
فنظروا فاذا هو عمرو بن عبسة فارسل
اليه معاوية فسأله فقال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول من كان بينه وبين قوم عهد فلا
يشد عقدة ولا يحلها حتى يمضي امده
او ينبذ اليهم على سواء فرجع معاوية
بالناس * رواه الترمذي و ابو داود *
صـ ۳۴۷ *

وفا چاہئے نہ غدر۔ امیر معاویہ نے دیکھا
تو وہ عمرو بن عبسہ صحابی تھا امیر معاویہ نے
ان سے اسکا سبب پوچھا تو انہوں
نے فرمایا کہ میں نے حضرت صلعم سے سنا
ہے کہ جس کی قوم سے عہد ہووے اسکو
نہ توڑے جب تک مدت گذر جاوے
یا برابر نبذ عہد سے اسکو اطلاع عہد
ہو جاوے یہ سنکر معاویہ اس جگہ سے
آئے اور وہاں سے چلے گئے *

اسکا جواب یہ ہے کہ تب یہ مسلمان مشہور دغابازی کے ساتھ بدنام ہونگے *

چھیاسٹواں مسئلہ

(۱) کافر ظالم اور غیر مسلموں میں ہو طریق جہاد ہی کیوں نہوں جب مسلمانوں کے شہروں اور ملک پر تغلب سے تسلط پالیتے ہیں تو ان شہروں کے مالک و متصرف ہو جاتے ہیں *

(۲) جب کسی کافر کے ملک و شہر میں کوئی مسلمان امان لیکر جاوے تو وہ اسی عہد و امان کا پابند ہو جاتا ہے جیسے صریح عہد دیا ہو۔ اسکو اس کافر سے عقد

یعنی حرم میں سے جہاں وہاں سے تعرض کرنا ہے یہی حرم ہے جیسا کہ صریح مذہب ائمہ کا ہے جہاں وہاں سے تعرض حرام ہے ۔

مذہب کے کافر کے املاک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کافروں سے ان مکانات کو جو مکہ میں تھے آپ کے ہوتے ہوئے پر مستولی ہو کر لے لینا نافذ فرمایا ۔ اور خود تصرف کو ان کے پاس رہنے دیا ۔ عقیل پر قبضہ چھوڑا ۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ آنحضرت سے حضرت اسامہ نے حج کے ایام میں پوچھا رسول اللہ آپ مکہ میں اپنے کس گھر میں اتریں گے ۔ آپ نے جواب میں فرمایا عقیل نے ہمارا کوئی گھر چھوڑا ہے ؟ یعنی سب پر بعینہ تصرف کر لیا ہے ۔

عن اسامة بن زيد انه قال يا رسول الله
اين تنزل في دارك بمكة فقال وهل
ترك لنا عقيل من رباع او دور وكان
عقيل ورث ابا طالب هو وطالب ولم
يرثه جعفر ولا علي شيئا لانهما كانا
مسلمين وكان عقيل وطالب كافرين
(بخاری صفحہ)

اس کے تصرف عقیل کی ایک وجہ تو اسی حدیث میں بیان ہوئی ہے دوسری یہ ہے کہ وراثت عقیل ابو طالب ہی کی ہوئی تھی نہ حضرت علی و جعفر کی کیونکہ وفات ابو طالب کے وقت عقیل و طالب کافر تھے ۔ اور حضرت جعفر و حضرت علی مسلمان ہو چکے تھے مگر یہ وجہ بجز اس کے تصرف مکانات ابو طالب کے اور مکانات کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان بھی

تمام تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منزل میں تخصیص ملکیت ثابت نہیں ہو سکتی تھی، ملک و تصرف کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

لہذا یہ وجہ ملک و تصرف ازواج مطہرات میں سبب ہوئی ہے اور سبب امکانات کے مالک ہو جانے سے مخصوص رہے گی اور آنحضرت کے مکان کے مالک و متصرف ہو جانے کی وجہ وہی کہنی پڑیگی جو ہم نے بیان کی ہے کہ [illegible] کا سبب وہ تسلط اس مکان پر ہو گیا تھا جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسطلانی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے یہ کہ [illegible] حدیث میں ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک کی [illegible] سکتے تھے مطلب [illegible] انکی [illegible] رہے [illegible] عبد اللہ کا حق آنحضرت کو ملا سی مکان میں آنحضرت صلعم [illegible] تعظیماً تابعین نے بیان کیا ہے آنحضرت [illegible] سے جدا کرنی گھر نہیں چھوڑا اس سے کہ آنحضرت معصوم ہوتے کہ آپ اس گھر کے [illegible] ذات شریف

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] [illegible] محتمل [illegible]

* * * * * وقال الداودی

[illegible] عقیل [illegible] من باع فریضه [illegible] کا [illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت [illegible] عقیل [illegible] [illegible] ۔ (قسطلانی شرح [illegible])	یہ حرکت اس پر آپ سے منسوب زیادہ ہے۔ پس عقیل کے مالک ہو جانے کی وجہ ہو سکتی ہے کہ عقیل نے اس گھر میں تصرف کیا جیسا کہ ابوسفیان نے اور مہاجرین کے گھروں پر تصرف کیا تھا

اور شاید یہی وجہ ان کی بھی ہو۔

راقم کہتا ہے یہ تردد تصرف کا ہمارے مدعا کو ضرر نہیں پہنچاتا۔ ہمارا مدعا یہ ہے کہ تقسیم کے ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے گھر آ جانے کی وجہ وراثت نہیں ہو سکتی۔ اسکی وجہ تغلب و تسلط ہے اگر ساتھ دوسری وجہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ پھر قسطلانی نے کہا ہے کہ داؤدی نے نقل کیا ہے کہ ہر ایک مہاجر کا مکان اسکے قریبی نے بیچ دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے تصرفات زمانہ جاہلیت کو تالیف قلوب مسلمین کے لیے نافذ فرما دیئے چہ جائیکہ خود تصرف کر کے بھی انکو فسخ نہیں کیا وہ تصرفات ناجائز ہوتے تو ضرور آپ کو یہ تسلیم ہوتا جیسا مکان کسی نے بنا فروخت کر دیا تھا وہ اسی کو دلوا دیتے اور دوسروں کے تصرف کو اٹھا دیتے۔

اس مسئلہ تغلب کفار سے ثبوت ملک میں مجتہدین کا اختلاف ہے شافعی اور ایک جماعت قائل ہیں کہ کفار تغلب سے مسلمانوں کے اموال کے

وقد نص [illegible] في ذلك
فقال [illegible] لا يملكونه
[illegible]
[illegible] وهذا قول [illegible]
وعن علي والزهري وعمرو بن دينار
والحسن لا يرد اصلا ويختص به من
غنمه وقال عمر وسلمان بن ربيعة
وعطاء والليث ومالك واحمد و
آخرون [illegible]
[illegible] ان وجده صاحبه
قبل القسمة فهو احق به وان وجده بعد قسمه
[illegible] إلا بالقيمة إن شاء ؛

مالک نہیں ہوتے بلکہ جو مال مسلمانوں کا کافروں کے ہاتھ میں چلا جاسکے وہ مسلمانوں کے تقسیم ہونے پر بھی مسلمانوں کو ملے گا حسن کا قول تھا حضرت علی و زہری و عمرو بن دینار و حسن بصری کہتے ہیں کہ وہ کافروں کا ہو چکا تھا مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا ان سب کا ہوگا جنہوں نے کافروں کو لوٹا عمر و سلمان ابن ربیعہ ولیث و مالک و امام احمد وغیرہ کا یہ قول ہے کہ وہ مال مسلمانوں میں تقسیم ہو چکا ہو تو اصل مالک کو قیمت ملیگی تقسیم سے پہلے بلا قیمت یعنی وہ سب کا مقصد ہے ان مذہب سے بھی یہ بات ہوتی ہے کہ وہ ان کفار کے ملک میں آچکا تھا ؛

کتاب ہدایہ جو حنفی مذہب میں ایک مشہور معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ جو کفار ہم او پر غلبہ پائیں تو ان کے مالک ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ ان کو اپنی جگے

و واعلم [illegible] و [illegible]
و [illegible] وقت
حتی لا یمکنها الا الاستسلام
محظور [illegible] و [illegible]
لانه [illegible] على [illegible]
من جهة [illegible] لا الاستیلاء
[illegible]
[illegible]
[illegible] لان [illegible]
من [illegible] ذلك [illegible]
[illegible] من الاحتفاظ و [illegible]
على [illegible] كان [illegible] الاستیلاء
لا یتحقق الا بالاحراز بالدار لانه
عبارة عن الاقتدار على محل [illegible]
مالا و محظور لغیره اذا صلح سبب
الملك تحقق ملك وهو لترتیب
الاحكام ما [illegible] اما [illegible]

تسلط میں لیتا ہیں۔ امام شافعی اس مسئلہ
کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کفار کا
تغلب مباح چیز ہے تو وہ ملک کا سبب
کیونکر ہو سکتا ہے حنفیہ کی طرف سے اسکا
جواب یہ ہے کہ بعض کفار سوال سلطین
پر کرنا جائز ہے مگر اس حالت میں اور اس وقت
تک کہ مسلمانوں کا اس پر تسلط و قبضہ ہو
اور جب وہ تسلط ہٹ گیا تو کفار کا
تسلط اس اصول پر جائز ہو گیا اور یہاں
مباح پر تسلط ہو سکتے ہیں در اصل
ہر چیز سے ہر شخص نفع اٹھانیکا مستحق
ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے "خدا نے
تم سب کے لئے جو کچھ زمین میں ہے پیدا
کیا ہے" پھر خاص خاص چیزوں سے
خاص خاص لوگوں کو نفع اٹھانیکے لئے
خدا تعالیٰ نے قبضہ و تسلط کو سبب
بنا دیا ہے اور یہ حکم دے دیا ہے کہ

(ہدایہ صفحہ ۵۴۱)

جیسی چیز ہو ویسے جیسے قبضہ و تسلط میں ہو وہی اس سے نفع اٹھاوے اور جب یہ قبضہ و تسلط اٹھ گیا تو وہ مال سب کے لئے مباح ہو گیا۔ پھر اسیر غضب و تسلط مال مباح پر تسلط ہو گا اور وہ ملک کا سبب ہو سکے گا۔ جیسا کہ اور تسلط والوں کے اموال پر جو مباح پر تسلط اور ملک کا سبب ہوتا ہے۔

امام شافعی کے مذہب کی تائید میں بعض علماء یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو صحیح مسلم میں صفحہ دوم جلد دوم منقول ہے کہ ایک عورت کفار کی قید میں آگئی اور انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی عضباء نام بھی ان کے قابو میں آئی۔ وہ عورت ان کی قید میں تھی اور وہ لوگ اپنے اونٹوں کو اپنے ڈیروں* کے سامنے رات کو لے آتے اور

عن عمران بن حصین قال واسرت
امرأة من الانصار واصیبت العضباء
فکانت المرأة فی الوثاق وکان القوم
یریحون نعمهم بین یدی بیوتهم فانفلتت
ذات لیلة من الوثاق فاتت الابل
فجعلت اذا دنت من البعیر رغا
حتی تنتهی الی العضباء فلم ترغ

---

* علاوہ اس کی روایت میں جو صحیح مسلم جلد دوم میں منقول ہے وکانوا اذا نزلوا یریحون ابلهم فی افنیتهم۔ جسے وہ اس حدیث میں سراپا پردے ہوا اونٹوں کا باڑہ کے سامنے میں لے آتے اسے مترجم نے عورت کا ترجمہ گھر سے کیا ہے۔ وہاں حقیقت میں گھر ہوتے کب تھے وہی کپڑے کمبل وغیرہ کے خیمے تھے۔

منوقة فقعدت فی عجزھا فانطلقت
ونذروا بہا فطلبوھا فاعجزتہم قال ونذرت
للہ عز وجل ان نجاھا اللہ علیہا لتنحرنہا
فلما قدمت المدینة رآھا الناس فقالوا
العضباء ناقة رسول اللہ صلعم فقالت
انہا نذرت ان نجاھا اللہ علیہا لتنحرنہا
فاتوا رسول اللہ صلعم فذکروا ذلک له
فقال سبحان اللہ بئسما جزتہا
نذرت للہ ان نجاھا اللہ علیہا لتنحرنہا
لا وفاء لنذر فی معصیة ولا فیما لا یملک
العبد وفی روایة ابن حجر لا نذر فی
معصیة اللہ (اخرجہ مسلم)

شروع کرتے ایک شب وہ عورت قید سے چھوٹ گئی اور وہ ان اونٹوں میں پہنچی وہ جس اونٹ کے پاس جاتی وہ آواز کرتا تھا وہ اسکو چھوڑ دیتی یہانتک کہ عضباء اونٹنی کے پاس پہنچے تو وہ نہ بولی کیونکہ وہ سواری میں لگی ہوئی اور فرمانبردار تھی - وہ اسپر سوار ہو کر چل پڑی - کفار کو معلوم ہوا تو وہ پیچھے دوڑے مگر اسکو پکڑ نہ سکے اسوقت اسنے منت مانی کہ خدا نے اسکو کفار سے بچا لیا تو وہ اس اونٹنی کو خدا کے نام پر ذبح کرے گی - آنحضرت صلعم نے بات سنی تو فرمایا کہ اسنے برا کیا جو اسکو بدلہ دیا - گناہ کی منت کا وفا واجب نہیں - اور نہ اس چیز کی منت کا جسکا بندہ مالک نہو - اس حدیث سے استدلال کی وجہ وہ بیان کیجاتی ہے کہ اس اونٹنی کی نسبت اس حدیث کا آخری فقرہ فرمایا گیا ہے اگر اونٹنی تغلب سے کفار کی ملک ہو جاتی تو وہ عورت بھی اسکی مالک ہو جاتی اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عورت کو یہ نفرماتے کہ جس چیز کا کوئی مالک نہو

حالت [illegible] میں سجدہ واجب نہیں ۔

اسکا جواب محقق حنفی شیخ [illegible] نے یہ دیا ہے کہ وہ لوگ جو [illegible] اس امتی کے [illegible] میں [illegible] تھے [illegible] میں [illegible] عورت کے ہاتھ کی تھی

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] ہے جب وہ مسلمانوں کے
[illegible]	[illegible] ہو گئے تو مسلمانوں میں ہو گئے ۔
[illegible]	[illegible] اخیر کے [illegible]
[illegible]	[illegible] زندگی سے جس
[illegible]	[illegible] کو صدقہ [illegible]
[illegible]	[illegible] ہے اس قوم میں [illegible] کر
[illegible]	[illegible] ہے [illegible] کہلاتا ہے

جیسے [illegible] میں [illegible] ہو [illegible] ہے [illegible] ایک ہو جاتے [illegible] انکو نصیب تھا ۔

ایسا ہی شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں [illegible] آیت قرآن

[illegible]	[illegible]
وفیہ [illegible]	[illegible] میں کہا ہے کہ جو شخص حرف کی
لا [illegible] مخصوص	[illegible] میں ہو کہ سب لئے
[illegible]	[illegible] بعض [illegible]

[illegible] خواستگو تقیر حدیث [illegible] ایسے شخص ابن

السبیل کے ساتھ مخصوص ہے ۔

وجوب حدیث خمسہ کی تائید میں کہا ہے کہ امیر روایت [illegible] میں یہ قول

داری شافعی کے [illegible] جب [illegible] دشمنوں کو سامنے سے میدان

[illegible] میں سے [illegible] جس سے سمجھ میں

[illegible] ہیں [illegible]

عورت [illegible] دشمنی واسطے ہوگی ۔

[illegible] ہے ۔ [illegible] نقل کی

[illegible] روایت [illegible] میں دو دو

[illegible] ایک [illegible] میں بیٹھے [illegible] عورت [illegible]

[illegible] دشمنی [illegible] سے [illegible]

[illegible] اس حدیث کو [illegible] حدیث [illegible]

[illegible] ہے ۔ اس حدیث میں [illegible] کہ جس [illegible]

[illegible] نہیں ہے [illegible]

[illegible] نہیں ہے کہ جس عورت کے [illegible] ہے ۔ [illegible]

[illegible] سے مقصود ہے [illegible] عورت [illegible] دشمنی کے [illegible] سے ایک نہیں

[illegible] کی [illegible] تب [illegible] کرے

کہ بعد [illegible] موضوع [illegible] بیان کیا گیا ہو [illegible] عورت [illegible] نسبت [illegible]
حق میں [illegible] نسبت [illegible] تعجب نہیں ہے۔ [illegible]
یہ مقصود ہو کہ [illegible] معصیت [illegible]
اس فعل کو معصیت [illegible] ثابت [illegible]
[illegible]
[illegible] واجب [illegible] عورت کے حق [illegible]
[illegible] عورت [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خیالات [illegible]
[illegible]
[illegible] خیالات [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کرنے کے [illegible]

[illegible]

[illegible] اور مقبرہ کے [illegible]

[illegible] بن شعبة [illegible]

[illegible]

[illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible] فقال النبي صلى

الله عليه وسلم أما الإسلام

[illegible] کو قتل کر ڈالا اور اُن کا
مال لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام
کا اظہار کیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تیرا اسلام
تو میں نے قبول کیا پس اس مال سے
ہم کو کچھ تعلق و حاجت نہیں ہے۔
کیونکہ یہ غدر کا مال ہے قسطلانی نے
مال غدر ہونے کی وجہ یہ بیان
کی ہے کہ اُن مشرکین (یعنی جو
اس مال کے مالک ہوں) اگرچہ قتل و
تلف مال اسلام کے وقت غنیمت
کہلاتا ہے جو حلال ہے پر امن
کی حالت میں ان کا مال [illegible]
تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ اور
جب انسان کسی کے ساتھ ہو کر صحبت
ہے تو اپنے ساتھی کو حق ہے کہ

[illegible]
عمداً لان مال المشرکین [illegible]
[illegible] بعقد الامن [illegible]
[illegible]
(قسطلانی [illegible])

[illegible] جان [illegible] مال سے تعرض نہیں
[illegible] کا - اور میں نے تجھے امن و
عہد دیا [illegible] کے بعد [illegible] جان
اور مال [illegible] عہد [illegible]
کافروں کے ساتھ کیوں [illegible] حرام
ہے ۔

اس حدیث میں جب [illegible]
[illegible] امن و عہد [illegible]
[illegible] امن و عہد کے خلاف کو غدر [illegible]
[illegible]

[illegible] ابتدا سے ان کے [illegible] امن [illegible] کے ساتھ [illegible] امن و عہد [illegible] کا خلاف کیوں نہ غدر قرار پائے گا ۔

مسئلہ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم کے نتائج

ان مسائل [illegible] کے دلایل کے نتائج بیان کرنے سے پہلے [illegible] واقعی غدر [illegible] کا بیان ضروری ہے

امر اوّل یہ کہ ملک ہندوستان پر برٹش گورنمنٹ کا پورا قبضہ و تسلط ہے۔ کوئی اور شوکت سلطنت اس قبضہ و تسلط کی مزاحم نہیں ہے۔

امر دوم یہ کہ مسلمان جو ہندوستان میں اقامت گزین ہیں تین قسم میں منقسم ہیں۔

قسم اوّل اسلامی ریاستوں کے رئیس باختیار (جیسے رئیس ٹونک۔ رئیس رامپور رئیس بھوپال۔ رئیس حیدرآباد وغیرہ)

دوم ان رئیسوں کی ماتحت رعایا۔

قسم سوم عام برٹش گورنمنٹ کی رعایا جو کسی اسلامی ریاست کے ماتحت نہیں۔ ان تینوں اقسام سے ہر ایک قسم کا برٹش گورنمنٹ سے دوستی و ترک تعدی ورزی کا عہد ہو چکا ہے۔

قسم اوّل نے تو گورنمنٹ سے صریح لفظی و تحقیقی عہد کیا ہے کہ وہ گورنمنٹ سے کبھی مخالفت نہ کریں گے اور ہمیشہ اس کے مددگار رہیں گے اور ایسا ہی اس وقت تک وہ کرتے رہے ہیں۔ قسم دوم کا عہد ان کے رئیسوں کے عہد میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ امر اس حدیث بخاری سے ثابت ہوتا ہے جس میں یہ ارشاد ہے کہ سبھی مسلمانوں کا ذمہ ایک ہوتا ہے اگر شخص کسی سے عہد کرے اور ادنیٰ درجے کا امان دے تو اوروں کو اس عہد کا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے

ذمة المسلمين واحدة
يسعى بها ادناهم صحيح بخاري

پس یہ ثابت ہے کہ اہل جہاد قوم کے پیشواؤں اور ممبروں نے کسی نہ عہد و امن دیدیا ہے قسم ثالث سے بعض اشخاص کا تو صریح عملی و حقیقی عہد ہو چکا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو تحریر و تقریر حاضر و غائب خیر خواہی و وفاداری گورنمنٹ کا دم بھرتے ہیں اور ان کی خدمت و صداقت میں مشہور ہیں ان ہی لوگوں میں پنجاب کے اہلحدیث داخل ہیں۔ جنہوں نے مسٹر سری ڈیوس صاحب بہادر کے عہد لفٹنٹ گورنری میں بذریعہ ایک عرضداشت کے اس عہد کا اظہار کیا تھا سررشتہ میں پنجاب گورنمنٹ سے ایک سرکلر بھی ان کی تصدیق و تائید میں مشتہر ہوا تھا۔ اور باقی تمام مسلمانوں کا جنہوں نے کبھی کچھ قولاً یا مونہہ سے عہد نہیں کیا معنوی و حکمی عہد ہو چکا ہے اس عہد (حکمی و معنوی) سے کوئی شخص مسلمان ہندوستان کا خالی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سالہا سال سے اور پشتہا پشت گورنمنٹ کی رعایا کہلا کر امن و آزادی سے زیر حمایت گورنمنٹ اوقات بسر کرتے ہیں نہ بلا سبق و دعوی منت کے وہ ملکی ہیں نہ جاسوس بنکر دار حرب کے بچے دنوں کی طرح خفیہ سکونت رکھتے ہیں۔ بلکہ ظاہر بے شبہ سے اجتناب کا حال بصفحہ (۴۴) بیان ہو چکا ہے بڑی گرانی دونوں حال سے عہد و امن کا اظہار کرتے ہیں۔ اس مقدمہ واقعیہ کا بیان تمام ہوا۔ اب اس کا نتیجہ بیان کیا جاتا ہے۔

مسائل (نمبر ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸) سے اور ان کے دلائل سے جو قولاً ان دو امور واقعیہ کے ساتھ ملائے جائیں یقینی طور پر ایک یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانان ہندوستان کے

[illegible] حقیقی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لوگوں سے [illegible]
غلط اور معلوم ہے ۔

(۲) تحقیق [illegible] نظر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قرآن و حدیث و فقہ [illegible] تھے ۔ [illegible]
[illegible]
قرآن و حدیث [illegible] بے خبر [illegible]
[illegible]
[illegible] ۔ ان کی تفصیل [illegible]
نسخہ نمبر [illegible] جلد [illegible] میں لکھے ہیں ۔ یہی وجہ تھی کہ صوفی [illegible]
حدیث و قرآن سے بے خبر [illegible] کے پابند تھے لیکن ہندوستان میں

انگریزوں سے اچھے امن اور عہد میں رہتے تھے، جنہیں لوٹے اور اس ملک کی بستیوں سے نکالے گئے تھے۔ اس بات سے بہ مجبوری سکھوں سے اور مسلمانوں کے مذہب میں دست اندازی کرتے تھے کیونکہ وہ ان کو اذان نہیں کہنے دیتے تھے، روزے۔ [illegible] کی تفصیل ہم اوپر سید [illegible] صاحب کی [illegible] چکے ہیں [illegible] میں گزر چکی ہے۔

دوسرا نتیجہ ان مسائل [illegible] سے پیدا ہوتا ہے کہ بعد معلوم [illegible] مسائل کے [illegible] مذہب [illegible] سے بھی [illegible] واجب ہے [illegible] سے [illegible] ملک [illegible] میں وہ مالک ہوتے ہیں اور کافروں کے [illegible] میں [illegible] کرنا ان سے لڑنا [illegible] ضرور ہے۔ بعض خیرخواہ گورنمنٹ کا مسلمانوں پر یہ گمان ہے کہ جب کبھی [illegible] گے گورنمنٹ پر [illegible] چلائیں گے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] اسلام [illegible] میں [illegible] اس کا [illegible] سب سے پیشتر [illegible] ہے۔ [illegible] کے مرتکب [illegible] خیرخواہ [illegible] ان مسائل [illegible] کے سبب یہ گمان رکھتے ہیں تو [illegible] ان مسائل کو [illegible] بدگمانی سے [illegible] نہیں۔ اگر وہ [illegible] ان پر تہمت لگاتے ہیں تو [illegible] وہ [illegible] ہیں کہ اس بدگمانی میں [illegible] رعایا اہل اسلام کا ضرر ہے۔ بلکہ اس کا اثر و ضرر سلطنت کو بھی پہنچتا ہے سلطنت کو رعایا سے

[illegible] کو [illegible] ممکن [illegible] نہایت سخت ہوں گے۔ [illegible] جوش سے [illegible] فاصلت [illegible] سخت [illegible] سلطنت [illegible] بھی [illegible] سب [illegible] کیا اچھا کہا ہے

[illegible]

[illegible] سلطنت [illegible] [illegible] ہیں

ایسا ہی ایک اور شعر ہے

[illegible] کہ [illegible] ہم [illegible] سلطنت سب [illegible] کو [illegible] سے [illegible] سلطنت کو [illegible] میں [illegible] ہیں۔

مسئلہ [illegible]

(۱) کافر مسلمانوں کے مذہب میں [illegible] بھی ہوں۔ [illegible] بھی [illegible] ملک میں [illegible] دوستی [illegible] کے ملک [illegible] میں مسلمان [illegible] ہوں۔ [illegible] میں بھی [illegible] جہاد [illegible] واجب [illegible] ہے۔ [illegible] میں ایسی جمعیت [illegible] جماعت موجود ہو جسمیں انکو شوکت [illegible] فتح و غلبہ اسلام کا ظن غالب ہو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والقوة [illegible]

[illegible]

فإن كان لا يرجو القوة والشوكة

[illegible]

[illegible]

[illegible] كذا في المحيط السرخسي

اقتصادی عسکری

ولا يقاتلوا [illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں کو [illegible] غالب [illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] قوت اور شوکت [illegible]

[illegible] حرکت میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں ہے۔

[illegible]

اس شرط [illegible] جہاد کرنے والے

صاحب وسعت [illegible]

[illegible] قوت [illegible] جہاد کا

[illegible]

[illegible]

حکم نہیں ہے۔ یہ بھی مستخلص [illegible] ہے۔

كما في صحيح [illegible]

[illegible]

جہاد کے لیے [illegible] موجود ہونے کی شرط پر یہ حدیث دلیل ہے

جو بخاری و مسلم نے اپنی روایت میں نقل کی ہے کہ [illegible] حال

عن ابی هریرة عن النبی [illegible]
[illegible]

سے [illegible] میں [illegible]
[illegible]

اس حدیث کی شرح میں امام نووی نے کہا ہے کہ [illegible]

[illegible] کتاب [illegible]
[illegible]
[illegible]
الاسلام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] مسلمانوں کو [illegible]
کی تخفیف ہی ہے [illegible]
میں [illegible] کہ اس کے
ساتھ ہو کر کافروں سے یعنی جو لڑنے
کے لائق ہوں [illegible]
وغیرہ [illegible] فساد [illegible]
[illegible] مرقاة میں حدیث
کی شرح میں ہے [illegible]

[illegible] یعنی امیر [illegible] ڈھال کی مانند ہوتا ہے۔ جس کے

[illegible] امیر جنة [illegible]
[illegible]
بصیغة المجهول [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اس کو پناہ [illegible]
[illegible] کے [illegible] سے
کیونکہ امام [illegible] نائب امیر [illegible]
میں قوم کے آگے ہوتا ہے۔ لوگ
اسی کی مدد اور قوت سے لڑتے ہیں

وفیہ تنویہ بمعونۃ کا [illegible]
ان یحمل علی جمیع الاحوال لان الامام
یکون علی کل المسلمین فی حق [illegible]
امرہ [illegible]

اور جو مسلمانوں میں اتفاق ہو یا
جو امیر بنیں وہ بہتر ہے کیونکہ امام
مسلمانوں کا ان کے سب کاموں
میں جائے پناہ ہوتا ہے ۔

ایسا ہی شیخ عبدالحق نے شرح مشکوٰۃ میں کہا ہے اور مولوی محمد اسمٰعیل مرحوم دہلوی نے (جو خود وہابیت کے بانی مبانی تھے) رسالہ منصب امامت میں احکام خلیفہ راشد کے بیان میں کہا ہے "جملہ توقف عبادات شرعیہ بر تقویت امر و ضبط جملہ عبادات دینیہ و معاملات شرعیہ اگر مطابق سنت نبویہ شد مقبول است و الا مردود و همچنین صحت جمعہ و اعیاد و جہاد و حدود و تعزیرات ہمہ موقوف است بامر امامت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ الا بامر [illegible] [illegible] اور اس مسئلہ کی تائید ان احادیث میں بھی موجود ہے جو سوال اول کے جواب میں منقول ہوئیں جن میں صاف تصریح ہے کہ جہاد کرنا امام ہی کا کام ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام جس کی اس حدیث میں جہاد کے لئے شرط ٹھہرائی گئی ہے کیسے ہوتے ہیں اور اس میں کن کن اوصاف و شرائط کا پایا جانا اسلام و اہل اسلام نے ضروری قرار دیا ہے۔ اور ان شروط و اوصاف کا آج اس زمانہ میں کسی حصہ زمین میں موجود ہے یا نہیں ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکورہ میں امامت دو قسم پر ہے ایک یہ چھوٹی امامت جو نماز پنجگانہ وغیرہ میں ہے دوسری بڑی امامت جو خلیفہ وقت اور امیر المومنین کی جاتی ہے۔ اس حدیث میں یہی مراد ہے جس میں امامت قسم دوم بیان ہوتی ہے۔ کیونکہ حدیث میں شان کے آگے دین و [illegible] سے دشمنوں سے بچانا اور کافروں سے لڑنا بیان کیا ہے۔ جو امام قسم [illegible] کا کام نہیں ہو اور قسم ثانی کے لئے کتب عقائد میں جو شرطیں بیان ہوئی ہیں وہ اس حدیث سے ایک ذرہ [illegible] نہیں۔ درمختار میں ہے۔ امامت دو قسم ہے چھوٹی اور بڑی۔ بڑی امامت [illegible] اعتقادات کے مستحق کا امامت جس کی تحقیق علماء میں ہے [illegible] امام کے لیے یہ شرط ہیں کہ وہ مسلمان ہو عاقل بالغ ہو۔ مرد ہو۔ عورت یا بچہ نہ ہو متقی صاحب قدرت ہو اور قریشی ہو یہ شرط نہیں کہ وہ ہاشمی یا علوی ہو اور معصوم ہو۔ کیونکہ امامت اس تحقیق کا موجب جو [illegible]

امامت صغری و کبری [illegible]
مستحق [illegible] علی [illegible]
حقیقة [illegible] کلام [illegible]
[illegible] قدرة علی [illegible]
صحت [illegible] مسلم
حتی ذکر [illegible] قرشیا
لا [illegible]
[illegible] بلا امام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] الائمة من قريش [illegible]
[illegible]	لا امامة في الصلوة [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	* * * * ولا يشترط ان يكون

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

خلاف الاولى [illegible]

[illegible]

وبعضهم [illegible] قوله عليه السلام

الائمة من قريش [illegible]

[illegible]

[illegible] يوم السقيفة [illegible]

[illegible]

[illegible] عليه

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible] ہو کیونکہ

[illegible] کے [illegible]

[illegible]

[illegible] سمجھو

[illegible] کی بابت کے

۳ [illegible] ہو کیونکہ

[illegible]

[illegible] ہوتی

[illegible] کیونکہ غلام

اپنے [illegible]

ہوتا تو وہ خلافت کا کام کیونکر کرے گا

[illegible]

صرف [illegible] امامت

[illegible] کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو سکتے ہیں ۔

[illegible] صدیقی الحسینی نے ایک [illegible] مساعی [illegible]

[illegible] اس کا ثبوت [illegible] ہے ۔

ایسا ہی اور متکلمین و محدثین متقدمین و متاخرین نے ان شرط کو بیان کیا ہے۔ دو عقلی و نقلی دلائل سے اسکا ثبوت دیتے ہیں۔ مگر خصوصیت قریش سے امامت [illegible] کا ثبوت چونکہ حدیث میں بہت [illegible] دیا ہے چند اس موقع پر اسکی تائید میں چند حدیث و اقوال محدثین کو نقل کر [illegible] سمجھتے ہیں۔ حضرت حسن سے روایت ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ نے یہ نقل کیا

١ الائمة من قريش [illegible] طولی [illegible]	ہے کہ آنحضرت [illegible] قریش سے ہونگے
٢ [illegible]	(٢) اور آپ نے فرمایا
٣ الخلافة في قريش [illegible]	[illegible] جیسا کہ ابو ہریرہ نے نقل کیا ہے (٣)
٤ لا يزال هذا الامر في قريش [illegible]	[illegible] یعنی خلافت جیسا کہ [illegible] کی روایت میں آیا ہے، قریش کے
[illegible]	لئے ہے (٤) آپ نے فرمایا ہے جیسا کہ
[illegible]	حضرت علی [illegible] نے روایت کیا
[illegible]	ہے امیر قریش سے ہیں [illegible]
٥ الناس تبع لقريش في هذا الشأن	[illegible] نیکوکار نیکوں کے [illegible]
مسلمهم تبع لمسلمهم وكافرهم تبع لكافرهم	بدکار بدوں کے ہیں۔
(صحيح مسلم [illegible] جلد ٢)	(٥) اور آپ نے فرمایا ہے جیسا کہ ابو ہریرہ
٦ لا يزال هذا الامر في قريش [illegible]	نے [illegible] کہتے کہ لوگ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عبد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صحیح مسلم کی شرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واصل القول في حقيقة هذه [illegible]
من [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] مسلم نووی صفحہ [illegible]

سو جب حضرتؐ نے فرمایا ہے تو یہ قول
اتفاق ہے اور اہل و تمام مسلمانوں کے
خلاف ہے۔

عمدۃ القاری و فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ امام قرطبی نے

قال القرطبي هذا الحديث خبر عن
المشروعية لا تنعقد الامامة الكبرى
الا لقريش مهما وجد منهم احد [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
فتح الباری

فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم کا یہ قول کہ
خلافت قریش میں رہیگی خلافت کے
حکم شرعی کا بیان ہے یعنی غیر قریش کی خلافت
کسی کے لئے صحیح نہ ہوگی جب تک کوئی
ایک ان میں سے موجود رہے گا۔

ان سب اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس خبر کے معنے امر ہونے کیطرف مائل ہوئے ہیں۔

اس تفصیل سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا کہ امام جسکو اس حدیث میں قریشی ہونا ضروری ہے وہ کیسے کسکو کہتے ہیں اور اس میں کن کن شرائط و اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایسا امام بہت کیا ایک مدت سے روئے زمین سے مفقود ہے اور آئندہ بھی بنظر موجودہ اسباب و حالات اسکا موجود ہونا مشکل نظر آتا ہے گو خداوند کریم کی قدرت میں سب کچھ ہے۔

مسلمانوں کے بحالت ناچاری بلا امامت تھے، وہ جہنمی یا گنہگار ہوگا یا ناقص الایمان نہونے پہ دلیل یہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی کتاب میں اس عنوان کہ جب مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو کے باب میں حذیفہ سے نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ لوگ آنحضرت صلعم سے بھلائی کا حال پوچھتے تھے میں آپ سے برائی کا حال پوچھتا رہتا تھا اس ڈر کے مارے کہ وہ برائی مجھے نہ آ لگے میں نے پوچھا یارسول اللہ ہم ایک زمانہ جاہلیت (کفر) اور برائی میں تھے۔ پھر خدا تعالے یہ خیر (اسلام) لایا اس خیر کے بعد بھی برائی آنے والی ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں میں نے عرض کی اس برائی کے بعد بھی خیر ہوگی آپ نے فرمایا ہاں پر اس میں دھندلاپن ہوگا۔ میں نے عرض کی وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایسی قوم پیدا ہوگی جو میری راہ کے بغیر اور راہ چلے گی۔ ان میں تم

باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ حدثنا محمد بن مثنی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا ابن جابر قال حدثنی بسر بن عبید اللہ الحضرمی انہ سمع حذیفۃ بن الیمان یقول کان الناس یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الخیر وکنت اسئلہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی فقلت یا رسول اللہ صلعم انا کنا فی جاہلیۃ وشر فجاءنا اللہ بہذا الخیر فہل بعد ہذا الخیر من شر قال نعم قلت وہل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ

[illegible]

[illegible] قربانان دوزخ کے

[illegible] والے [illegible]

[illegible]

[illegible] اسد [illegible]

[illegible] ذات سے [illegible] تجھے موت آ پہنچے +

مسئلہ ششم و نہم و دہم کے نتائج

(۱) اکثر اوقات جو بعض نا واقف مسلمان بے جمعیت و سامان سو پچاس بلکہ دس بیس بلکہ دو چار آدمی ملکر اپنے سے دہ چند مخالفین مذہب پر حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنی کمی اور بے سامانی کے سبب شکست کھا کر پس پا ہوتے ہیں اور بعض اسی میں مارے جاتے ہیں ان کا یہ فعل جہاد نہیں ہے سراسر فساد ہے خواہ اس میں باقی شروط جہاد موجود بھی ہوں اور کوئی مانع منجملہ موانع مذکورہ سابق متحقق نہو۔

بعض سرحدی نادان نا واقف از احکام اسلام و قرآن تن تنہا ایک سیر آٹا یا شکر باندھ کر غازی یا شہید ہونے کی نیت سے چل پڑتے ہیں اور کسی گیت یا چھاؤنی انگریزی میں پہنچکر کسی افسر انگریزی ملازم کو مار ڈالتے ہیں پھر اسکی سزا میں پھانسی پاتے ہیں یہ اور بھی فساد و بغاوت اور حماقت ہے۔ ایسی صورتوں سے اپنی جان کو ہلاک کرنا حرام موت مرنا ہے۔ اور بہشت کی خوشیوں سے محروم رہنا۔ اور ایسے فسادوں کو جہاد سمجھنا اور اسمیں شہادت کی ہوس کرنا سراسر جہالت و حماقت ہے۔

(۲) شرعی جہاد تب ہی مفقود ہے جب سے شرعی امامت و خلافت دنیا سے مفقود ہوئی ہے۔ بناءً علیہ پچھلے سلاطین اسلام (جو قریشی نہ تھے اور نہ دوسری

شرائط و اوصاف امامت ان مین پائے جاتے تھے ان کی لڑائیون کو جو نام نہاد جہاد انہون نے کین انہین شرعی جہاد نہین کہا جا سکتا ۔

یہ نتیجہ فقہاء و محدثین متقدمین و متاخرین مین مسلم ہے - گو اس کی دلیل انہون نے یہ بیان کی ہے کہ ان کی غرض اس جہاد سے وہ تھی جو شرعی جہاد سے غرض ہے - (دیکھو تاریخ عجائب المقدور تاریخ الخلفا - رسالہ منصب امامت مولوی محمد اسمعیل مرحوم دہلوی اور بدر طالع قاضی محمد بن علی شوکانی وغیرہ تصانیف متقدمین و متاخرین) ۔

ان دو نتیجون سے یہ ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین بھی شرعی جہاد کی کوئی صورت نہین ہے - کیونکہ اسوقت نہ کوئی مسلمانون کا امام موصوف بصفات و شرائط امامت موجود ہے اور نہ ان کو ایسی شوکت و جمعیت حاصل ہے جس سے وہ اپنے مخالفون پر فتحیاب ہونے کی امید کر سکین ۔

ہم جب کبھی بعض اخبارات مین یہ خبر دیکھتے ہین کہ سلطنت روم یا ریاست افغانستان وغیرہ بلاد اسلام سے جہاد کا اشتہار دیا گیا ہے تو ہمکو سخت تعجب ہوتا ہے اور اس خبر کا یقین نہین آتا - اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسوقت روئے زمین پر امام کہان ہین جسکی پناہ مین اور اسکے امر و اجازت سے مسلمان جہاد کر سکین اور ایسی جمعیت و شوکت کسکو میسر ہے جس سے وہ اپنے دشمنون اور مخالفون پر

متیاب ہونے کی امید رکھیں۔

(۳۳) مسلمانوں کی موجودہ حالت کہ انمیں نہ کوئی امام ہے اور نہ حیثیت سامان جہاد انکو حاصل و میسر ہے" بالکل قابل اطمینان ہے بلکہ بالخصوص حالت مسلمانان ہند (جنکو موجودہ سلطنت کے ظل حمایت میں مذہبی آزادی پوری حاصل ہے) اور بھی طمانیت بخش ہے اس حالت پر مسلمانوں کو اپنے دین کے نقصان و گناہ کا خوف کیا چاہیے اور نہ ان کے حاکم وقت برٹش گورنمنٹ کو ان کی طرف سے یہ خوف رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی اس حالت کو نقصان و گناہ کی حالت سمجھکر اس حالت کو بدلانے اور اپنے لئے کوئی امام یا سامان جہاد جمع مہیا کرنے میں سعی کرین گے۔ اور کبھی نہ کبھی گورنمنٹ کے مخالف ہو جائینگے۔ یہ خوف فریقین کو اسوقت بجا تھا جبکہ جہاد اسلام کا اصلی فرض ہوتا اور تقرر امام کے سوا مسلمانوں کا اسلام صحیح یا کامل نہ ہوتا۔

اور جبکہ ان باتوں کی اس رسالہ میں اول و آخری مسئلہ میں بخوبی نفی ہو چکی ہے تو اس خوف کا مسلمانوں یا گورنمنٹ کو کونسا موقعہ و محل ہے۔

یہ مسئلہ جہاد کے متعلق اسلام و اہل اسلام کے علمی خیالات ہیں۔ رہی ان کے عملی حالات اور تاریخی واقعات کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام اور ان کے پیروان کرام کا عمل ان خیالات کے مطابق کیونکر رہا ہے۔ اور ان کی لڑائیوں و چڑھائیوں میں ان شروط و مسائل کا تحقق کیونکر ہوا ہے اسکی تفصیل ہم اس

رسالے کے دوسرے حصے مین کرینگے - اگر توفیق الٰہی نصیب ہوئی ◆

ان مسایل عشرہ سے جو اس حصہ مین بیان ہوئی ہین ہماری وہ دو غرضین جنکو ہم شروع رسالہ مین بیان کر چکے ہین بخوبی حاصل ہونگے ۔

ناواقف مسلمانون کو ان مسایل کے پڑھنے سے یہ علم ہوگا کہ جہاد کی بنا صرف مذہبی مخالفت پر نہین ہے اور ہر ایک مخالف مذہب سے بلا تحقیق شروط جہاد جائز نہین - علی الخصوص ان مخالفین مذہب سے جنکے ظل حمایت مین مسلمان رہین یا ان کے ساتھ صلح یا امن عمر بسر کرین ◆

اور اقوام غیر کو اگر وہ اس رسالہ کو انصاف سے پڑھین یہ یقین ہوگا کہ صرف مخالفت مذہبی سے مخالفین مذہب سے لڑنا - اور انکو بزور دستی مسلمان بنانا اور بزور شمشیر اسلام پھیلانا اور سلطنت مخالف مذہب کی اطاعت سے خارج ہو جانا اور سلطنت غیر مذہب کے زیر سایہ ہو کر اسکی بغاوت کا خیال دل مین لانا وغیرہ وغیرہ اسلام و سچے پیروان اسلام کا کام نہین ہے ۔

ہم علماء مذاہب غیر سے جو اسلام کی نسبت ایسے خیالات ظاہر فرما چکے ہین بکمال ادب و اخلاص درخواست کرتے ہین کہ وہ اس حصہ رسالہ کو غور و انصاف سے ملاحظہ فرماوین پھر اگر اسکو حق و راستی پر مبنی پاوین تو اسکی تصدیق و تسلیم سے ہمکو ممنون بنا دین اور اگر اسمین کوئی غلطی پاوین تو ہمکو اسپر آگاہ کرین فقط

ناشر مکتبہ الجمال چک [illegible] تحصیل [illegible] ڈاکخانہ [illegible] ضلع ملتان